© rasailojaraid.com

''حضرت گنگوہیؒ ایک جامع کمالات شخصیت''

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔

﴿من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا﴾ (سورۃ الاحزاب)

زعماءِ ملت، قائدین محترم، علمائے کرام ومعزز حاضرین!

آج جس جامع کمالات وصفات ہستی کی دینی، ملّی، علمی، خانقاہی اور جہادی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ہم سب جمع ہوئے ہیں اُن کی علم وعمل، تدبر وحکمت، تفقہ وتقوی اور ارشاد وجہاد کے میدان میں ایسی لازوال اور عدیم النظیر خدمات ہیں کہ مختصر ومحدود وقت میں اُن کا اجمالی سا تعارف بھی بہت مشکل ہے۔ قدوۃ العلماء، زبدۃ الفقہاء، فخر المحدثین، امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ جیسی شخصیات مدتوں بعد پیدا ہوتی ہیں لیکن اُن کے کردار وعمل، خلوص واستقامت اور زہد وتقویٰ کے روشن کیے ہوئے چراغ صدیوں تک آنے والی نسلوں کو منزل کا پتا دیتے رہتے ہیں۔ اس لیے حضرت قدس سرہٗ کے متعلق لب کشائی سے پہلے میں سوچ رہا تھا کہ

بیان بھی ہوسکے گا تجھ سے حسن یار کا عالَم تو دیکھ اپنے دلِ بیقرار کا

حقیقت یہ ہے کہ جن حضرات کے علم وعرفان اور تقویٰ وتفقہ کی شہرت چہار دانگ عالم میں ہے اُن میں امام ربانیؒ کا مقام سب سے نمایاں اور منفرد ہے۔

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

حضرت امام ربانیؒ کا ذکر کرتے ہوئے دل ڈرتا ہے کہ ایک ذرّہ آفتاب کے بارے میں کیا کہے اور ٹمٹماتا ہوا چراغ سورج کا سامنا کیسے کرے آپ حضرات نے علماءِ کرام سے سنا ہوگا کہ ''ولی را ولی می شناسد'' کہ ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ ہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسے عامیوں کا یہ منہ نہیں کہ امام ربانیؒ کے مقام و مرتبہ کو بیان کر سکیں۔ دوسروں کا ذکر تو نہیں مگر میری اپنی حیثیت اُس بڑھیا کی طرح ہے جو یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لیے سوت کی اَٹّی لے کر آئی تھی۔ اسی طرح مجھے بھی امید ہے کہ کم از کم حضرت امام ربانی کے نام لیواؤں میں نام تو ضرور شمار ہو جائے گا۔

حضرات گرامی! آپ جانتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے، شیخ اپنے اِرادت مندوں سے اور استاذ اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اس ضابطے کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ برصغیر کی ایسی ایسی شخصیات نے امام ربانی کے سامنے زانوئے تلمّذ تہہ کیا اور ایسے ایسے حضرات آپؒ کے علوم و معارف کے خوشہ چین رہے جو بذاتِ خود جبالِ علم، نمونۂ عمل اور مرجع عوام و خواص تھے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، مولانا محمد الیاس دہلویؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نور اللہ مرقدھم جس ہستی کے تلمّذ اور خوشہ چینی پر فخر و تشکر ادا کرتے ہوں اس کی اپنی عظمتِ شان اور رفعتِ مقام کا کیا عالم ہوگا؟

حضرت امام ربانی کو اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں جو انہماک اور فنائیت حاصل تھی اس کی نظیر آپؒ کے معاصرین میں نہیں ملتی۔ بلاشبہ آپؒ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن خوش قسمت افراد میں سے ایک تھے جس پر پوری اُمت فخر کر سکتی ہے۔ اہلِ حقیقت اس سے باخبر ہیں کہ ہوا میں اُڑنا، سمندر میں اپنے پاؤں پر چلنا یا ایسی طرح کی دیگر خوارق عادت کم درجہ کی کرامات ہیں اصل کرامت استقامت و دوام ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے چوتھے سالانہ جلسہ میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ سمیت 11 خوش نصیبوں کی دستار بندی حضرت امام ربانیؒ کے مبارک ہاتھوں میں ہوئی۔ اس جلسہ میں ایک دن غالباً عصر کی نماز میں حضرت امام ربانیؒ اس وقت پہنچے کہ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نماز پڑھانے کے لیے مصلّے پر کھڑے ہو چکے تھے اور تکبیر اولیٰ کہی جا چکی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھا گیا کہ جو جو بڑے بڑے حادثات، اعزّہ کی اموات، تنگ دستی و غربت میں کبھی پریشان نہیں ہوا تھا اس کا چہرہ اداس اور پریشانی کا مظہر ہے اور امام ربانیؒ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ "افسوس بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی"۔

آج کل لوگوں نے نعتیں پڑھنے، قوالیاں سننے اور کھڑے ہو کر بلند آواز سے سلام پڑھنے کو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ لیا ہے حالانکہ حقیقی محبت یہ ہے کہ دل محبتِ رسول ﷺ سے سرشار ہو اور اعضاء و جوارح سنتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشکبار ہوں۔ محبت کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کو جس کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کے تمام متعلقات اور منسوبات بھی محبوب ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام ربانیؒ کے دل میں حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس قدر راسخ تھی کہ آپؒ حرمین شریفین کے خس و خاشاک تک کو محبوب سمجھتے اور سر آنکھوں پر رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی کھجوروں کی گٹھلیاں پسوا کر رکھتے اور کبھی کبھی انہیں پھانکا کرتے تھے۔ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگ زمزم کے (خالی) ٹینوں اور گٹھلیوں کو یونہی پھینک دیتے ہیں یہ نہیں خیال کرتے کہ اِن چیزوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگ چکی ہے۔ایک مرتبہ مدنی کھجور کی پسی ہوئی گٹھلی حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کو دی اور فرمایا کہ اس کو پھانک لو، ایک دفعہ مدینۃ الرسول ﷺ کی مٹی عطا فرمائی کہ اسے کھالو، انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مٹی کھانا تو حرام ہے، آپ نے فرمایا ''میاں وہ مٹی اور ہوگی''۔

اتباع سنت کا جذبہ جس قدر غالب ہوگا اسی قدر شدید جذبہ بدعت وگمراہی کے خلاف ہوگا چنانچہ امام ربانیؒ کی پوری زندگی اس کی شاہد ہے کہ آپؒ نے بدعات ورسوم کی تردید میں کبھی کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔گنگوہ میں حضرت شاہ عبدالقدوسؒ کا عرس ہوتا تھا، عرس کے دنوں میں اگر آپؒ کا کوئی معتقد آجاتا تو آپ کو تکلیف ہوتی ناراض ہوتے اور ترک تکلم فرمادیتے۔ایک دفعہ حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحبؒ (خلیفہ ارشد حضرت گنگوہیؒ) زیارت کے لیے بے تاب ہو کر گھر سے نکل پڑے، اتفاق سے عرس کا زمانہ تھا اگرچہ آنے والے کو اس کا وہم بھی نہ تھا مگر حضرت گنگوہیؒ اتباع وعشق سنت کی وجہ سے مجبور تھے، آپؒ سے نہ ہوسکا کہ اُن کی مزاج پرسی کریں یا محبت ومدارات سے پیش آئیں آپؒ نے بجز سلام کا جواب دینے کے اُن سے یہ بھی نہ پوچھا کہ روٹی کھائی یا نہیں؟ اور کب آئے اور کیوں آئے؟۔اتباع شریعت وسنت کی ایسی مثالیں اب عنقا ہیں۔اتباع شریعت وسنت میں اس قدر استقامت اور مسائل شرعیہ پر گہری نظر وتفقہ کے باعث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے حضرت گنگوہیؒ کو ''ابوحنیفہؒ وقت'' کا لقب دیا تھا۔حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ آپ کو ''فقیہ النفس'' فرمایا کرتے تھے۔حضرت نفیس شاہ صاحبؒ نے، حضرتؒ کے مزار پر حاضری کے بعد کیا خوب فرمایا تھا:

جو ابوحنیفہ وقت تھا جو کبھی بخاریٔ عصر تھا جو جنید وشبلی دہر تھا، یہ اسی کی خاک مزار ہے

سلوک وطریقت میں آپؒ کا یہ مقام تھا کہ جب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تو خانقاہ میں ایک ہفتہ قیام کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا ''میاں مولوی رشید احمد جو نعمت حق تعالیٰ نے مجھے دی تھی وہ آپ کو دے دی، آئندہ اس کو بڑھانا آپ کا کام ہے'' ایک چلہ پورا ہونے پر حضرت حاجی صاحبؒ نے الوداع کرتے وقت فرمایا: ''اگر تم سے کوئی بیعت کی درخواست کرے تو اس کو بیعت کر لینا'' حضرت امام ربانیؒ نے عرض کیا ''مجھ سے کون درخواست کرے گا؟'' حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا ''تمہیں کیا جو کہتا ہوں کرنا'' گنگوہ واپس آنے کے بعد آخر شب میں آپ اس انداز اور جذب وکیفیت کے ساتھ ذکر جہر کرتے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ ساری مسجد کانپ رہی ہے، خود پر جو حالت گزرتی ہوگی اس کی تو کسی کو کیا خبر؟

حضرت گنگوہیؒ نے کمال اتباع سنت، فقاہت اور طریقت کی جامعیت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آخر تک جاری رکھا، گویا علوم باطنی کے ساتھ ظاہری علوم شرعیہ کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ آپؒ نے ۱۲۶۵ھ سے لے کر ۱۳۱۴ھ تک تقریباً پچاس سال درس حدیث دیا۔ آپؒ کے آخری شاگرد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ تھے۔ اس کے بعد فتاویٰ اور تلقین وارشاد کا مشغلہ تو جاری رہا لیکن تدریس کو ترک کر دیا۔ حضرت گنگوہیؒ ایک ایسے محدّث تھے جن میں اجتہاد واستنباط کی تمام صلاحتیں موجود تھیں۔ آپؒ کے درس کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ مضمون حدیث سن کر اس پر عمل کا شوق پیدا ہوتا تھا۔ یہ خاص اثر اس لیے تھا کہ اس دور میں آپؒ ہر فرد سے زیادہ متبع سنت تھے اور صحیح معنوں میں محب رسول اور شیدائی سنت تھے۔

درس وتدریس اور خانقاہ کی دنیا میدان جنگ سے بالکل الگ تھلگ ہے اہل مدرسہ وخانقاہ کی پوری زندگیاں انہی چار دیواریوں میں گزر جاتی ہیں لیکن امام ربانیؒ جامع الکمالات تھے اس لیے آپؒ نے بقول شخصے ''نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری'' ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی بھرپور حصہ لیا اور شاملی کے محاذ پر مجاہدانہ کارنامے انجام دیے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ، حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ تینوں حضرات کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے اور مظفر نگر کے جیل خانہ میں تقریباً چھ ماہ آپؒ نے راہِ حق میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جیل خانہ میں ابتداء سے لے کر انتہاء تک آپ کی نماز ایک وقت بھی قضا نہیں ہوئی۔ حوالات کے دوسرے قیدی آپؒ کے معتقد ہو گئے اور اُن میں سے بہت سے آپؒ کے مرید ہوئے، باجماعت جیل خانہ کی کوٹھڑی میں نماز ادا کرتے تھے۔ ارشادِ ظاہری وباطنی فرماتے، وعظ ونصیحت کے ساتھ قرآن مجید کا ترجمہ لوگوں کو سکھاتے اور وحدانیت کا سبق دیا کرتے۔ آپؒ کے اسی جہاد کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت نفیس شاہ صاحبؒ نے فرمایا تھا۔

وہ کہ تھا مجاہد شاملی صفیں جس نے اُلٹیں فرنگ کی
اسی صف شکن کی یہ گھات ہے اسی شیر کا یہ کچھار ہے

آخر میں، میں اس عظیم الشان ''فقیہ ملت سیمینار'' کے منتظمین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک طالب علم کو گزشتہ صدی کی ایک عظیم شخصیت کے بارے میں لب کشائی کا موقع دیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

☆......☆......☆

© rasailojaraid.com